دسمبر 2012
بہنوں کا اپنا ماہنامہ
شعاع

راشدہ رفعت

مجھ سے دل ہارا

Digest Novels Lovers Group ❤️❤️

جب عادل اور ماہین ہمایوں کے گھر پہنچے تو وہاں ہمایوں سمیت پوری فیملی نک سک سے تیار لاؤنج میں بیٹھی ملی۔

"ہم غلط وقت پر آ گئے' آپ لوگ شاید کہیں جا رہے ہیں۔" ماہین ہمایوں کی ممی اور بہنوں سے ملتے ہوئے معذرت خواہانہ انداز میں بولی۔

"نہیں بیٹا! کہیں نہیں جا رہے' کہیں سے آ رہے ہیں' ابھی پانچ منٹ پہلے ہی گھر پہنچے ہیں۔ تم لوگ تو بالکل درست وقت پر آئے ہو اگر پانچ سات منٹ پہلے آتے تو گھر لاک ملتا۔" ہمایوں کی ممی بیگم اخلاق الدین

نے مسکرا کر ماہین کو جواب دیا۔

"کہیں آؤٹنگ پر نکلے ہوئے تھے۔" عادل نے مسکرا کر پوچھا۔

"کہاں کی آؤٹنگ عادل بھائی! آپ کے دوست نے ہم سب کی زندگیوں کو مشکل میں ڈالا ہوا ہے۔ آج ان کی وجہ سے ہمارا مسلسل چوتھا سنڈے برباد ہوا ہے۔" ہمایوں سے ایک برس چھوٹی نشا کے ضبط کا پیمانہ آج لبریز ہو ہی گیا۔ وہ عادل کے سامنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے بنا نہ رہ پائی اور جب وہ بولنا شروع ہوئی تو الوینہ اور مائدہ بھی شروع ہو گئیں' اکلوتے بھائی کے خلاف شکایتوں کا ایک انبار تھا جو اس کے بہترین دوست کی سماعتوں میں منتقل کیا جا رہا تھا۔

عادل ہمایوں کا بچپن کا دوست تھا' بے تکلفی سے اس کے گھر آنا جانا تھا' دو برس پہلے جب ماہین اس کی زندگی میں شامل ہوئی تب سے وہ بھی شوہر کے ساتھ پندرہ بیس دن میں یہاں کا چکر لگا لیتی تھی۔ ہمایوں کی ماں بہنوں سے اس کی بہت اچھی سلام دعا تھی' ہمایوں کی ممی بیگم اخلاق واقعی بہت اخلاق والی خاتون تھیں ماہین سے ہمیشہ بہت محبت اور شفقت سے ملتیں' یہ ہی اپنائیت ہمایوں کی بہنوں کی جانب سے بھی ملتی جو اگرچہ اب اپنے اپنے گھر بار کی تھیں مگر میکے کا چکر لگاتی رہتی تھیں' سو ان سے بھی اکثر ملاقات رہتی۔ ہمایوں خود بہت ڈیسنٹ اور سلجھا ہوا شخص تھا۔ بیگم اخلاق کی بہترین تربیت کا عکس ان کے بچوں میں جھلکتا تھا۔

ناولٹ

digest library.com

ہمایوں خاص طور پر ان کی تربیت کا شاہکار تھا۔ تین بہنوں کا اکلوتا بھائی، گھر میں روپے پیسے کی فراوانی تھی پھر بھی اس کی شخصیت کسی قسم کے بگاڑ کا شکار نہ ہوئی۔ اس نے اپنی خواہش پر میڈیکل کا پروفیشن اپنایا تھا اور اب تو اسے پریکٹس کرتے بھی تین چار سال ہونے کو آئے تھے۔

عادل اور ماہین کے علم میں تھا کہ آج کل ہمایوں کی ماں، بہنیں اس کے لیے رشتہ تلاش کررہی ہیں لیکن رشتے کی بیل کہیں بھی اور کیوں منڈھے نہیں چڑھ رہی، وجہ سے دونوں ہی ناواقف تھے۔ ہمایوں اور عادل کی لاکھ بے تکلفی سہی مگر دونوں ہی ایک دوسرے کی ذاتی زندگی میں مداخلت کے قائل نہ تھے۔ بیگم اخلاق بھی بہت وضع دار خاتون تھیں انہوں نے کبھی ماہین کے سامنے گھریلو مسئلے مسائل ڈسکس نہ کیے تھے لیکن آج ان کی تینوں بیٹیوں کی برداشت کی حد ختم ہوگئی تھی۔ انہوں نے بھائی کے خلاف شکایتوں کے انبار لگادیے۔

ذرا سی دیر میں سارا مسئلہ عادل اور ماہین کی سمجھ میں آچکا تھا۔ ہمایوں میں جذبہ انسانیت کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اس کی شخصیت رحم دلی سادگی اور سخاوت کا مرقع تھی اور وہ یہ ہی خصوصیات اپنی شریک حیات میں بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ ماں، بہنوں کو لاکھ کوششوں کے باوجود گوہر مقصود مل نہ پایا تھا۔

"اب آپ خود ہی بتائیں ماہین بھابھی! ہر کوئی لڑکی کی تلاش کے وقت یہ تین خوبیاں ذہن میں رکھتا ہے لڑکی خوبصورت ہو، پڑھی لکھی ہو اور سلیقہ مند ہو، ہم نے بھی جاننے والوں کو یہ ہی اوصاف بتا کر کسی اچھی سی لڑکی کے بارے میں بتانے کا کہہ دیا۔ میرے سسرال والوں نے، کولیگز نے، دوستوں نے ڈھیروں لڑکیاں گنوا دیں لیکن ہمایوں صاحب کو کوئی پسند ہی نہیں آرہی۔" ہمایوں سے بڑی الوینہ نے بھائی کو شکایتی نگاہوں سے تکتے ہوئے ماہین کو بتایا تھا۔

"موصوف فرماتے ہیں کہ مجھے ظاہری خوبصورتی سے کوئی سروکار نہیں مجھے باطن کی خوبصورتی چاہیے۔" مائدہ نے بھی خفگی بھرے انداز میں کہا تھا۔

"تو یہ مطالبہ کوئی ایسا ناجائز بھی نہیں۔" عادل نے خاموش بیٹھے دوست کی سائیڈ لی۔

"اچھا عادل بھائی! پھر یہ بتائیں کہ باطن کی خوبصورتی کیسے ڈھونڈیں آپنے دوست سے ہی پوچھ کر بتادیں اتنے قابل ڈاکٹر ہیں یہ کوئی ایسا ایکس رے الٹرا ساؤنڈ ایجاد ہوا ہے جو باطن کا پتا دے سکے۔ حد ہوتی ہے بھئی۔"

سب سے چھوٹی نشا سب سے زیادہ غصے میں تھی۔ چھ مہینے پہلے وہ بھی پیا دیس سدھار چکی تھی۔ اکلوتے بھائی کی شادی کا ارمان ظاہر ہے تینوں بہنوں کو ہی بہت تھا لیکن بے حد شریف الطبع بھائی نے اس معاملے میں بہنوں کو زچ کردیا تھا۔

"دنیا کی نظروں میں ہم برے بنتے ہیں کہ لڑکیاں دیکھ دیکھ کر ریجیکٹ کررہے ہیں۔ اب دنیا والوں کو کیا بتائیں کہ ہمارا بھائی ہی کتنی ٹیڑھی کھیر ثابت ہورہا ہے۔" مائدہ اپنے بچے کو زبردستی تھپکتے ہوئے بولی۔

"تو آخر لڑکیاں ریجیکٹ کس لیے کررہے ہیں ہمایوں بھائی! کیا انہیں لڑکی دیکھتے ہی اس کے باطن کا اندازہ ہوجاتا ہے۔" ماہین نے اچنبھے سے پوچھا۔

"کیا بتائیں ماہین بھابھی! جو سب سے پہلی لڑکی دیکھی۔ اچھی خوبصورت پڑھی لکھی لڑکی تھی۔ ہم تو دیکھ کر لڑکی او کے کر آئے۔ اگلے چکر میں لڑکی والوں کی فرمائش پر ہمایوں بھائی کو ساتھ لے کر گئے۔ لڑکی کے والدین خاصے لبرل تھے۔ ہمایوں بھائی اور اپنی بیٹی کو بات چیت کا موقع بھی فراہم کردیا۔ باتوں باتوں میں جب لڑکی کو پتا چلا کہ شام کے اوقات میں ہمایوں بھائی جو کلینک چلا رہے ہیں اس سے برائے نام ہی آمدنی ہوتی ہے کہ غریبوں اور ناداروں کے مفت علاج کی شہرت سن کر کلینک پر آنے والے مریضوں کی اکثریت خود کو غریب ظاہر کرتی ہے۔ لڑکی نے خلوص دل سے سمجھانا چاہا کہ اکثر لوگ خود کو مستحق اور ضرورت مند ظاہر کرنے کا صرف ڈرامہ کرتے ہیں اور گھوڑا گھاس سے دوستی کرے گا تو کھائے گا کیا۔ بس جی گھوڑے

نے یہ سننا تھا کہ چائے کا کپ پٹخ کر میز پر رکھا اور ہم لوگوں کو چلنے کا اشارہ کر دیا۔ سچ اتنی خفت ہوئی کہ بتا نہیں سکتے۔"

نشا نے جس طرح منظر کشی کی تھی الوینہ اور مائدہ سمیت عادل وغیرہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"یہ تو ہو گیا ایک کیس' اگلی بار کیا ہوا؟" ماہین نے دلچسپی سے دریافت کیا۔

"اگلی دفعہ ہم ہمایوں بھائی کو پہلی بار ہی اپنے ساتھ لے گئے تاکہ ان کی جو بھی رائے ہو' پہلی ملاقات کے بعد ہی پتا لگ جائے۔ کسی کے گھر دو' دفعہ جا کر خاطر مدارت کروانا اچھا لگتا ہے کیا۔" اس بار راوی مائدہ تھی۔ عادل اور ماہین اسے محویت سے سننے لگے۔

"اتنی خوبصورت لڑکی تھی ماہین بھابھی کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ اور فیملی بھی ہمایوں بھائی کی شرائط پر پوری اترتی تھی۔ لڑکی کی ماں جانی پہچانی سوشل ورکر ہے۔ ہم بھی اسی چکر میں چلے گئے کہ جذبہ انسانیت رکھنے والا خاندان ہمارے بھائی کا سسرال بن جائے لیکن ان کا چوکیدار اتفاق سے بھائی کا پرانا مریض نکل آیا۔ اس وقت تو لگ رہا تھا کہ بھائی کو بھی لڑکی پسند آئی ہے لیکن شام کو چوکیدار صاحب نے کلینک پر آکر اپنے مالکوں کے متعلق چند قصے سنا دیے کہ لڑکی کا باپ بہت بڑا ذخیرہ اندوز ہے اور ماں بھی صرف دکھاوے کو سوشل ورک کرتی ہے۔ لڑکی ماں باپ کی اکلوتی بیٹی ہے اس لیے ضدی اور خود سر ہے۔ کسی کو اپنے آگے کچھ نہیں سمجھتی۔ بس بھائی صاحب فوراً اس چوکیدار کی باتوں میں آگئے۔ بالا ہی بالا خود لڑکی والوں کو انکار کہلوا بھیجا۔"

"خیر مائدہ! اس لڑکی پر تو میرا خود کا دل نہیں ٹھک رہا تھا۔ شرم و حیا اسے چھو کر نہیں گزری تھی۔ اس کی ڈریسنگ یاد ہے تمہیں۔" الوینہ آپی نے بہن کو مخاطب کیا۔

"چھوڑیں آپی! اس وقت تو آپ کہہ رہی تھیں کہ لڑکیوں کی فطرت میں بہت لچک ہوتی ہے۔ شادی کے بعد ہمایوں جس رنگ میں اسے ڈھالے گا ڈھل جائے گی۔" مائدہ نے یاد دلایا۔

"اچھا چلیں' چھوڑیں اس قصے کو۔ آج بتائیں کیا ہوا؟" عادل نے الوینہ کو مخاطب کیا۔

"آج کیا ہونا تھا بھیا۔" الوینہ آپی نے ٹھنڈی سانس بھری۔ "میری نند نے بتایا تھا رشتہ' بہت پڑھی لکھی فیملی ہے۔ لڑکی سی اے کر رہی ہے' اتنی ذہین' قابل اور خوبصورت بچی مگر وہ بھی تمہارے دوست کی ناک کے نیچے نہیں آئی۔" الوینہ آپی دل گرفتی سے بولیں۔

"آخر کیوں؟" ماہین پوچھے بنا نہ رہ پائی۔

"ان کے گھر میں آٹھ' نو سال کی ملازمہ بچی تھی۔ مجھے تو بھیا کی شکل دیکھ کر ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ انہیں اتنی چھوٹی بچی کو گھریلو ملازمہ کے روپ میں دیکھ کر سخت شاک پہنچا ہے۔ بلکہ جب لڑکی آئی تو بھائی اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے۔ پر سوچ نگاہوں سے بچی کو ہی تکے جا رہے تھے' سوچ رہے ہوں گے' کیسے اس بچی کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا جا سکے اور بچی بھی شاید بھائی کی نگاہوں سے ہی کنفیوز ہوئی ہوگی جب وہ کولڈ ڈرنک سرو کر رہی تھی تو لڑکی کو گلاس پکڑاتے ہوئے اس کا ہاتھ لرزا اور گلاس چھلک گیا۔ ہمیں تو نظر نہیں آیا لیکن بھائی کو لڑکی کے چہرے کے بگڑے زاویے بھی نظر آگئے اور اسے بچی کو ایڈیٹ کہتے ہوئے بھی سن لیا۔ اب کہتے ہیں کہ وہ تو ہماری موجودگی کی وجہ سے لڑکی نے ملازمہ کو صرف ایڈیٹ کہنے پر اکتفا کیا ہے اگر ہم نہ ہوتے تو یقیناً" تھپڑ بھی جڑ دیتی اسے۔"

نشا نے آج کی روداد بھی سنا ڈالی۔ کمرے میں صرف دو لوگ خاموشی سے بیٹھے تھے۔ بیگم اخلاق اور ہمایوں اور اب بیگم اخلاق بھی تھکے تھکے لہجے میں بول پڑی تھیں۔

"بات دراصل یہ ہے بیٹا کہ بہنوں کو ہمایوں کی شادی کا زیادہ ہی ارمان ہے اسی لیے ضرورت سے زیادہ شاکی ہوئی بیٹھی ہیں لیکن میرے ہمایوں کی نیچر کا تو تم لوگوں کو اندازہ ہے ہی۔ اس کی فرمائش کچھ ایسی بے جا

بھی نہیں شریکِ حیات کے حوالے سے اس نے ذہن میں ایک خاص قسم کا خاکہ بنا رکھا ہے اور اتفاق سے جو بھی لڑکیاں ہم نے دیکھیں کوئی بھی اس خاکے پر پوری نہیں اتری۔"

"ممی! میں آپ کو بتائے دے رہی ہوں اس خاکے پر کوئی پوری اتر بھی نہیں سکتی۔ بھائی کو خدانخواستہ کنوارا ہی رہنا پڑے گا ساری عمر۔" مائدہ کٹھور پن سے بولی تھی۔

"اللہ نہ کرے۔" بیگم اخلاق نے دہل کر اس کی بات کاٹی۔

"تو پھر کہاں سے ڈھونڈیں گی ان کے لیے کوئی مدر ٹریسا۔" نشا نے بھی تنک کر پوچھا تھا۔

"ہمایوں نے آج تک میرے سامنے اپنے شریکِ حیات کے ممکنہ خاکے کا ذکر نہیں کیا ورنہ آپ لوگوں کو اتنی مصیبت جھیلنا ہی نہ پڑتی۔ میں ایسی ایک لڑکی سے واقف ہوں۔" عادل نے جملہ حاضرین کو مخاطب کیا۔

digest library.com

ردِعمل حسبِ توقع تھا' سب ہی جیسے اچھل پڑے۔ بیگم اخلاق نے بھی بہت اشتیاق سے بیٹے کے دوست کو دیکھا تھا۔ وہ اس سے لڑکی کا نام پتا جاننے کو بے تاب تھیں اور تو اور ہمایوں بھی سیدھا ہو بیٹھا۔ وہ عادل کو حیرت اور استعجاب سے تک رہا تھا۔

"تمہاری اجازت ہے تو میں بتا دوں ماہین!" عادل نے ماہین سے پوچھا۔ ماہین کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"حیرت ہے عادل! آپ کا دھیان وہاں چلا گیا ورنہ میں سوچ رہی تھی کہ گھر جا کر آپ سے یہ معاملہ ڈسکس کروں گی لیکن اب آپ نے خود ہی یہ ذکر چھیڑ دیا تو بتا دیں۔" اس نے شوہر کو اجازت دے دی۔

"اُف سسپنس کیوں پھیلا رہے ہیں آپ دونوں۔ آخر بتاتے کیوں نہیں کس کا ذکر کر رہے ہیں آپ؟؟" نشا نے بے تابی سے پوچھا۔

"ماہین کے خاندان میں بھی تمہارے بھائی جیسا ایک نمونہ پایا جاتا ہے۔" عادل نے مسکراتے ہوئے بتایا۔ ماہین نے اسے گھور کر دیکھا۔

"سوری بھئی۔ بہت اچھی لڑکی ہے درشہوار۔ ماہین کی فرسٹ کزن ان فیکٹ اس کے ماموں کی بیٹی ہے۔ جو خصوصیات آپ کے محترم بھائی جان میں پائی جاتی ہیں' بالکل وہی عادتیں درشہوار کی ہیں۔ ماہین کے ماموں کا اچھا خاصا کاروبار ہے مگر اکلوتی اور لاڈلی بیٹی کا پرس ہر وقت خالی رہتا ہے۔ ایسا نہیں کہ انہیں جیب خرچ ملتا نہیں۔ ملتا ہے' بہت زیادہ ملتا ہے مگر خود پر خرچ کرنے کی نوبت نہیں آتی اور ایسی رازداری سے بنا ڈھنڈورا پیٹے لوگوں کی مدد کرتی ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔" عادل درشہوار کے متعلق بتانے لگا وہ سب بہت اشتیاق سے اسے سن رہے تھے۔

"شہوار ہمیشہ سے ہی ایسی ہے۔ اسکول میں اور پھر کالج میں بھی مجھ سے دو سال جونیئر تھی اس لیے مجھے اس کی نیچر کا بہت اچھی طرح علم ہے اور سچ پوچھیں تو وہ مجھے اپنی بہنوں کی طرح ہی عزیز ہے۔ وہ ہے ہی اتنی اچھی۔ اس کی ظاہری خوبصورتی سے کہیں زیادہ اس کے باطن میں خوبصورتی پائی جاتی ہے۔" عادل کے بعد ماہین نے بہت محبت سے اپنی کزن کا تذکرہ کیا تھا۔

"تو بھلا بتاؤ' یہ تو وہی بات ہوگئی۔ بچہ بغل میں ڈھنڈورا شہر میں۔ ماہین بیٹی! تم نے پہلے اس بچی کے متعلق کیوں نہیں بتایا۔" بیگم اخلاق یہ سب سن کر بہت پرجوش ہوگئی تھیں۔

"سچی بات ہے آنٹی! کہ کبھی ایسا خیال ہی نہیں آیا اور ہمایوں بھائی ماشاء اللہ ڈاکٹر ہیں۔ ہمارا تو یہ ہی خیال تھا کہ ان کی لائف پارٹنر بھی اسی پروفیشن سے تعلق رکھتی ہوگی۔" ماہین نے صاف گوئی سے جواب دیا۔

"ہماری طرف سے تو اجازت تھی کہ یہ خود کسی ڈاکٹر کو ہی پسند کرلے لیکن کہتا ہے کہ اس کی جتنی بھی کولیگز ہیں کیریئر کے آغاز میں واقعی دکھی انسانیت کی خدمت کا عزم رکھتی تھیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ یہ عزم بھاپ بن کر اڑ گیا۔ ویسے تو اس کی اپنی تمام کولیگز سے بہت اچھی سلام دعا ہے لیکن ان میں سے کسی سے بھی شادی پر نہیں مانتا۔" بیگم اخلاق نے

بتایا تھا۔

"تو اب ان میں سے بچا ہی کون ہے۔ خیر سے سب کی شادیاں ہو گئی ہیں۔" نشا نے برا سا منہ بنایا تھا۔

"بھابھی! آپ کی بات درمیان میں ہی رہ گئی' آپ کچھ بتا رہی تھیں اپنی کزن کے متعلق۔" اتنی دیر سے خاموش بیٹھے ہمایوں نے چپ توڑتے ہوئے ماہین کو مخاطب کیا۔ اس کی ممی اور تینوں بہنوں نے سرخوشی کے عالم میں ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ ماہین بھی ہنس پڑی تھی۔

"میں نے آپ کو بتایا نا ہمایوں بھائی! وہ بہت ہمدرد اور پر خلوص لڑکی ہے۔ انتہائی ملنسار اور منکسر المزاج۔ لیکن میری ممانی اس کے لیے فکر مند بھی بہت رہتی ہیں' کہتی ہیں اس کی عادتیں اتنی عجیب و غریب ہیں کہ کوئی نارمل بندہ اس کے ساتھ نباہ کر ہی نہیں سکتا۔ روزانہ شام کو اپنے لان میں ملازموں کے بچوں کو اکٹھا کر کے پڑھاتی ہے۔ پہلے صرف اپنے گھر کے ملازمین کے بچے پڑھنے آتے تھے مگر جب اس رضا کارانہ سروس کی شہرت ہوئی تو ارد گرد کے بنگلوں کے سرونٹ کوارٹرز سے بھی بچے آنا شروع ہو گئے اور اب تو بچوں کے ساتھ ان کی مائیں بھی آنے لگی ہیں۔ بچوں کو رسمی پڑھائی کے علاوہ زندگی کی اونچ نیچ بھی سمجھاتی ہے۔ ماؤں کو شعور دینے کی کوشش کرتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اچھائی برائی کی تمیز کیسے سکھائیں۔ اگر کوئی ہنر مند عورت ہوتی ہے تو اسے ممکنہ مالی وسائل فراہم کرتی ہے کہ وہ اپنے لیے باعزت پیشہ اپنا سکے۔ اپنے باورچی کو اپنی دوست کے والد کے ریسٹورنٹ میں اچھی جاب دلوا دی تو گھریلو کام کاج والی ملازمہ کو ایک بوتیک کا کام دلوا دیا۔ ساتھ والوں کے چوکیدار تک کو نہیں بخشا۔ شہوار کی ایک دوست کا بھائی ٹی وی پروڈیوسر ہے۔ خان صاحب کو ڈراموں میں کام دلوا دیا۔ اب ہر تیسرے ڈرامے میں وہ ہی چوکیدار گن ہاتھ میں پکڑے گیٹ کھولتے بند کرتے نظر آتے ہیں۔ کام وہی ہے مگر معاوضہ معقول۔"

ماہین نے ہنستے ہنستے بتایا تھا سب بہت دلچسپی سے اسے سن رہے تھے۔ ہمایوں کے چہرے پر بھی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

"میری ممانی بیٹی کی حرکتوں سے عاجز آئی ہوئی ہیں اور سچی بات ہے کہ ممانی کی فکر مندی بے جا نہیں۔ در شہوار کی "اچھائیوں" کی شہرت دور دور تک پھیل گئی ہے لوگ اس کے جذبہ انسانیت کو سراہتے تو ہیں مگر کوئی خلوص کے اس مجسمے کو گھر لے جانے کی نہیں سوچتا۔ میں نے بھی آپ لوگوں کو سب کچھ صاف صاف بتا دیا ہے۔ کہنے کی اور بات ہوتی ہے مگر ایسے لوگ برداشت کا امتحان بھی بہت لیتے ہیں۔ ان کے ساتھ زندگی گزارنا خاصا صبر آزما کام ہوتا ہے۔" ماہین نے صاف گوئی سے جتا دیا تھا۔

"تو ہمارے بھائی کے ساتھ زندگی گزارنا کب آسان ہے۔ ان کے ساتھ کوئی ایسی ہی لڑکی گزارہ کر سکے گی۔ آپ بس ہمیں در شہوار کے گھر لے جائیں۔" الوینہ بے صبری سے بولی تھی۔

"ہاں بیٹے! تمہارا ہم سب پر بڑا احسان ہوگا اگر تمہارے تعاون سے یہ مشکل مرحلہ سر ہو جائے گا۔ وہ بچی بالکل میرے ہمایوں کی ہم مزاج معلوم ہوتی ہے۔ ہمارے گھر آکر اسے قطعاً کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ روپے پیسے کی ماشاء اللہ کوئی کمی نہیں۔ ہمایوں کے ابو کا پھلتا پھولتا بزنس ہے۔ اس کی بہنیں اپنے گھربار کی ہیں اور میں دعوا تو نہیں کرتی مگر اتنی سخت دل میں بھی نہیں۔ اگر ہمایوں کا نصیب اس بچی سے جڑ جاتا ہے تو دونوں کا سوشل ورک میری روک ٹوک کا شکار نہیں ہوگا بلکہ میری تو آخری عمر ہے' اچھا ہے اپنے بچوں کے ساتھ کچھ نیکیاں میں بھی سمیٹ لوں۔" بیگم اخلاق کا جوش بھی دیدنی تھا۔

"دھیرج آنٹی! آپ لوگ تو ایسے پر جوش ہو گئے ہیں جیسے ہمایوں اور شہوار کا رشتہ پکا ہی ہو گیا ہو۔ آپ ایک بار شہوار کو دیکھ تو لیں۔" عادل ہنسا تھا۔

"ہمیں آپ پر اعتبار ہے عادل بھائی! آپ نے در شہوار کے متعلق جو کچھ بتایا ہے وہ سچ ہی ہوگا اور یہ ہی ہمارے بھائی کی ڈیمانڈ ہے انہیں ظاہری حسن درکار

ہی نہیں، سو وہ جیسی بھی ہوں گی ہمیں قبول ہے۔" نشا بول اٹھی تھی۔

"خیر بہت پیاری ہے میری بہن۔ ظاہر اور باطن دونوں کا حسن رکھتی ہے۔" ماہین نے تفاخر سے بتایا۔

"تو پھر آپ کب لے کر چل رہی ہیں ان کے گھر۔" مائدہ نے بے تابی سے پوچھا تھا۔

"آج ہم آپ لوگوں کو اریج کی سالگرہ میں انوائٹ کرنے آئے تھے۔ پرسوں اریج کی سالگرہ ہے۔ ماموں کی فیملی بھی آئے گی۔ ایک ملاقات ہمارے گھر کرلیجیے گا اگر بات کچھ بنتی نظر آئے تو ایک دوسرے کو خود ہی اپنے اپنے گھر انوائٹ کرلیجیے گا۔"

عادل نے رسانیت سے جملہ حاضرین کو مخاطب کیا۔ اریج، عادل اور ماہین کی بیٹی تھی اور آج وہ اسے اس کی نانو کے ہاں چھوڑ کر عزیز و اقارب کو اس کی پہلی سالگرہ میں انوائٹ کرنے نکلے ہوئے تھے۔ ہمایوں کا گھر پہلا گھر تھا جہاں وہ آئے تھے اور یہاں آنے سے پہلے دونوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اریج کی سالگرہ کا بلاوا پس پشت چلا جائے گا اور ان کی اتفاقیہ آمد ہمایوں اور در شہوار کے ملن کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ اریج کی سالگرہ میں دونوں خاندانوں کی بہت بھرپور ملاقات رہی تھی۔ ماہین، ماموں، ممانی کو پہلے ہی ان کی خواہش سے آگاہ کرچکی تھی۔ دونوں میاں بیوی نے ہمایوں کی شان میں بہت سے قصیدے بھی پڑھ دیے تھے۔

سالگرہ والے دن اگرچہ ہمایوں نہیں پہنچ پایا تھا۔ اس کے کلینک میں کوئی ایمرجنسی کیس آگیا تھا لیکن اس کی ممی اور تینوں بہنیں در شہوار کے ممی پاپا سے بہت گرمجوشی سے ملیں۔

در شہوار بھی شرمائی شرمائی سی اپنی ممی کے ساتھ بیٹھی رہی۔ ماہین نے اسے بھی ہمایوں کے متعلق بریف کردیا تھا۔ ایسے ہی شریک حیات کا تصور اس نے کب سے اپنی پلکوں پر سجا رکھا تھا۔ ہمایوں کی ممی اور بہنیں اس سے جتنی محبت سے ملیں اس سے اندازہ ہوگیا کہ انہوں نے اسے پہلی نگاہ میں ہی سند قبولیت بخش دی ہے۔ اریج کی سالگرہ کا فنکشن اختتام کو پہنچا تو بیگم اخلاق نے بہت اصرار سے در شہوار کے والدین کو اگلے ہی روز اپنے گھر ڈنر پر انوائٹ کرلیا۔ ان لوگوں کے انداز و اطوار سے لگتا تھا کہ وہ واقعی ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے ہیں۔

digest library.com

"پہلے آپ لوگ ہماری طرف چکر لگائیے۔" در شہوار کی ممی نے مسکرا کر انہیں دعوت دے ڈالی۔

"دیکھیے بہن! ماہین اور عادل آپ لوگوں کو ہماری خواہش سے آگاہ تو کر ہی چکے ہیں۔ اس لیے ہم رسمی کارروائیوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کی بچی ہمارے من کو بہت بھائی ہے۔ اب آپ لوگ آکر میرے ہمایوں کو بھی دیکھ لیں اگر آپ لوگوں کو ہمارا بچہ پسند آتا ہے تو پھر میں ایک ہی دفعہ آپ کے گھر آؤں گی وہ بھی شادی کی تاریخ لینے اور اگلی بار اپنی بیٹی کو لینے۔" بیگم اخلاق نے بہت محبت سے در شہوار کو دیکھا تھا۔

"یہ سب اتنا فورا" کیسے ہوسکتا ہے۔" در شہوار کی ممی بوکھلا گئی تھیں۔

اکلوتی بیٹی سے انہیں لاکھ شکایتیں سہی مگر اتنے مختصر نوٹس پر اپنے جگر کے ٹکڑے کو کسی کے سپرد کردینا آسان کب ہوتا ہے لیکن اگلی شام جب وہ اپنے شوہر اور عادل، ماہین کے ساتھ ہمایوں ولا ڈنر پر پہنچیں تو ہمایوں سے ملاقات کے بعد انہیں اس کی ممی کی بات ماننی پڑ گئی۔ ایسا ہیرا لڑکا ان کا داماد بننے جارہا تھا، سوچنے کے لیے وقت مانگنا انہیں رسک لگا۔ عادل اور ماہین اس کے متعلق ہر طرح کا اطمینان پہلے ہی دلا چکے تھے۔ ظاہری طور پر بھی یہ ایک آئیڈیل رشتہ تھا۔ ان کی سرپھری بیٹی یقیناً" اس ہمدرد اور ملنسار سے شخص کی سنگت میں بہت خوش رہے گی۔ ایسے اچھے لڑکے کو رشتوں کی کیا کمی ہونی تھی۔

وقت رخصت انہوں نے ہمایوں کی ممی کو مثبت عندیہ دے دیا۔ وہ خوشی سے بے قابو ہوگئیں ان کی چھوٹی بیٹی بھاگی بھاگی اندر گئی اور مٹھائی کا ڈبہ لیے پورچ میں آگئی۔ ہنستے ہنستے انہوں نے منہ میٹھا کیا اور ہمایوں کی ممی کو ایک بار پھر اپنے ہاں لنچ کی یاد دہانی کروا کر رخصت ہوگئیں۔ ہمایوں کی ممی قول کی سچی نکلیں۔

شہوار کے گھر پہلی بار جانے پر ہی انہوں نے شادی کی تاریخ مانگ لی۔ وہ لوگ بھی اب اپنا ذہن بنا چکے تھے سو ان لوگوں کی خواہش پر اگلے مہینے کی تاریخ دے دی گئی۔

در شہوار یہ معاملہ اتنی تیزی سے نمٹ جانے پر کچھ حیران پریشان تھی۔ اس نے ہمایوں کی تصویر تک نہ دیکھی تھی۔ وہ اپنے والدین کے ساتھ ایک بار ان کے گھر آیا ضرور تھا لیکن اس روز در شہوار اپنے ماما بابا کی بیٹی کے نکاح میں شریک تھی، سو دونوں کی ملاقات نہ ہو پائی۔ خیر اسے ہمایوں کی ظاہری شخصیت سے کوئی سروکار نہ تھا۔

ماہین نے اس کی نیچر کے متعلق جو کچھ بتایا تھا۔ یہ سن کر وہ ہمایوں اخلاق کو اوکے کر چکی تھی۔ مگر پھر بھی دل کے کسی نہ کسی گوشے میں اسے دیکھنے کی تمنا ضرور موجود تھی۔ زندگی میں پہلی بار اسے اپنا اکلوتا ہونا کھلا تھا۔ کوئی بہن ہوتی تو اسے ہمایوں کی تصویر تو دیکھنے کو مل جاتی۔

ماہین آپی سے اس کی لاکھ بے تکلفی سہی مگر یہ معاملہ ایسا تھا کہ کچھ کہتے ہوئے جھجک آڑے آجاتی سو یہ طے تھا کہ اسے ہمایوں اخلاق سے مسز ہمایوں بننے کے بعد ہی ملنا پڑے گا۔ ادھر ہمایوں کا حال بھی اس سے زیادہ مختلف نہ تھا۔ در شہوار کو بنا دیکھے ہی اس کے اوصاف کی بنا پر دل پسندیدگی کی سند دے چکا تھا مگر اسے دیکھنے کی فطری خواہش دل میں موجود تھی۔

اس کی تینوں بہنیں زور و شور سے شادی کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ انہیں خیال تک نہ آیا کہ بھائی کو اس کی بیوی کی جھلک ہی دکھا دیں، چاہے وہ تصویری جھلک ہی کیوں نہ ہو۔ خیر اب شادی میں تھوڑا ہی عرصہ باقی تھا۔ ہمایوں نے در شہوار کو دیکھنے کی خواہش دل میں ہی دبالی تھی۔ لیکن اس روز قسمت نے اسے در شہوار کو دیکھنے کا موقع فراہم کر دیا۔

وہ عادل سے ملنے گیا تھا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ماہین کی مزاج پرسی کرنے گیا تھا۔ کچھ دنوں سے ماہین کی طبیعت ناساز تھی۔ دو دن پہلے شام کو عادل ماہین کا چیک اپ کروانے اس کے کلینک آیا تھا۔ موسمی بخار اور فلو نے ماہین کو خاصا نڈھال کر رکھا تھا۔ ہمایوں نے دوا تو دے دی سوچا تھا اگلے دن گھر جا کر اس کا حال احوال لے لے گا مگر ان کے گھر جانے کی فرصت اسے دو دن بعد میسر آئی تھی۔

ماہین خاصی نازک مزاج لڑکی تھی۔ اب طبیعت صحیح تھی مگر پھر بھی وہ نقاہت محسوس کر رہی تھی۔ عادل کی زبانی پتا چلا کہ ماہین اور اریج دونوں اس وقت سونے کا شغل فرما رہے ہیں۔

"میں تو بھابھی کا ہی حال پوچھنے آیا تھا۔ پھر چلتا ہوں ایک اور جگہ جانا ہے۔" ہمایوں نے عادل کو مخاطب کیا۔

"چائے کا کپ ملنے کی امید نہیں تو فوراً ہی چلنے کی ٹھان لی۔" عادل نے اسے گھورا تھا۔

"ظاہر ہے بھابھی سو رہی ہیں اور تیرے ہاتھ کی بدمزا چائے پینے سے بہتر ہے کہ کسی ایسی جگہ جایا جائے جہاں اچھی سی شام کی چائے کا اہتمام ہو۔ باسط کی طرف جا رہا ہوں۔ بہت دن ہو گئے اس کی طرف کا چکر لگائے ہوئے۔ اس بے چارے کو تو میری شادی کا بھی علم نہیں اگر ڈائریکٹ شادی کا کارڈ لے کر پہنچا تو وہ میرا سر پھاڑ دے گا۔" ہمایوں نے اپنے اور عادل کے ایک اور مشترکہ دوست کا نام لیا تھا جو قریب کی رہائشی کالونی میں ہی رہائش پذیر تھا۔

"میں تو سوچ رہا تھا، تجھے در شہوار کے ہاتھ کی چائے پلوا دوں لیکن ٹھیک ہے اگر تجھے جلدی ہے تو کوئی بات نہیں۔" عادل معنی خیز انداز میں ہنسا تھا۔

"در شہوار؟ وہ آئی ہوئی ہیں کیا۔" ہمایوں ایک دم خوشگوار احساسات میں گھر گیا تھا۔

"ہاں ماہین کی طبیعت خرابی کا پتا چلا تو حال پوچھنے آگئی۔ ماہین صاحبہ نے بھی اس کی ہمدرد فطرت کا فائدہ اٹھایا اور اسے رات کے لیے سالن بنانے کا کام سونپ دیا اور خود لمبی تان کر سو گئیں۔ تو بیٹھ میں اسے چائے کا کہہ آتا ہوں۔" عادل نے اسے مخاطب کیا تھا۔

"رہنے دے نا۔ کیا زحمت دینی، چائے کی کوئی اتنی

خاص طلب بھی نہیں۔" ہمایوں نے اسے منع کرنا چاہا۔

digest library.com

"اوئے ہوئے ابھی سے اتنا خیال۔" عادل نے اسے چھیڑا۔ وہ جھینپ کر ہنس پڑا۔

"بیٹھ جا۔ درشہوار بہت اچھی چائے بناتی ہے اور جب وہ ماہین کی خاطر کچن میں گھس کر کھانا بنا سکتی ہے تو اپنے ہونے والے میاں کو ایک چائے کا کپ نہیں بنا کر دے سکتی اور گھامڑ! اسے تو اس سے دلی مسرت حاصل ہوگی۔"

"اس کی دلی مسرت کا اتنا خیال ہے اور اپنے دوست کے دل میں دبے ارمان کا تجھے کچھ خیال نہیں۔" ہمایوں کے دل میں اچانک ایک خیال آیا تھا اس نے لہجے میں کچھ حسرت سموتے ہوئے عادل کو مخاطب کیا۔

"کون سا ارمان۔" عادل نے حسب توقع حیرانی کا اظہار کیا۔

"یار! میں اپنی ہونے والی بیگم کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔" ہمایوں نے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا۔

"مشکل کام ہے بھائی میرے۔" عادل نے نفی میں گردن ہلائی۔

"کیوں یار! ایک نگاہ تو ڈال ہی سکتا ہوں۔ اس کی تو شریعت بھی اجازت دیتی ہے۔"

"مگر میری بیوی تو اجازت نہیں دیتی نا" وہ بظاہر بہت آزاد خیال ہے مگر اس کے اندر سولہویں صدی کی کوئی قدامت پسند روح بنا کرایہ ادا کیے مقیم ہے۔ حالانکہ ہم دونوں کی تو پسند کی شادی تھی پھر بھی شادی سے دو' ڈھائی مہینے پہلے اس نے مجھ سے ملنا چھوڑ دیا تھا اور ایک مہینے پہلے تو فون پر بات کرنا بھی چھوڑ دی تھی۔ ماہین کا خیال ہے کہ جو میاں بیوی شادی سے پہلے ایک دوسرے سے ملتے رہیں تو شادی والے دن دولہن پر روپ نہیں چڑھتا اور برادرم! آپ کی شادی میں تو جمعہ جمعہ آٹھ دن رہ گئے ہیں۔ ماہین کو پتا چلا کہ میں نے تمہاری ملاقات اریج کروائی ہے تو وہ مجھ پر چڑھ دوڑے گی سو میری طرف سے تو معذرت۔" عادل نے کہا تھا۔

"میں آپ سے ملاقات اریج کرنے کا کہہ بھی نہیں رہا۔ میں صرف اسے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں اور اگر آپ تعاون کریں تو سوتی ہوئی ماہین بھابھی کو علم بھی نہیں ہوسکے گا۔" ہمایوں چبا چبا کر بولا تھا۔ عادل کو اس کے انداز پر ہنسی آگئی۔

"ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب! کچن کے پاس سے چکر کاٹ کر آجائیں درشہوار ہانڈی بھون رہی ہوگی لیکن خبردار کچن کے اندر جانے کی کوشش نہ کرنا۔ ایک جھلک کو ہی بہت جاننا۔ پروین برتن دھو رہی ہے۔ ماہین کی پکی جاسوسہ ہے اسے پل پل کی رپورٹ دیتی ہے حتی کہ اسے یہ بھی بتا دیتی ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں' میں نے کون سے ٹی وی چینل دیکھے اور فون پر کس سے گپیں لڑائیں۔"

"نئی ملازمہ رکھ لی کیا؟" ہمایوں نے اچنبھے سے پوچھا۔ عادل کے ہاں برسوں سے ایک بوڑھی ملازمہ کام کرتی تھی۔ ہمایوں اس سے بخوبی واقف تھا۔

"ہاں "اماں" رحیمہ کی بہو ہے۔ اماں رحیمہ بہت بوڑھی ہوگئی تھیں۔ اتنی انسانیت تو ہم میں بھی ہے۔ انہیں ریٹائر کردیا۔ بدلے میں ایک اچھے پیکیج پر ان کی بہو کو ہائر کرلیا۔" عادل نے تفصیل بتائی تھی۔

"اوکے اوکے۔ میں صرف کچن کے آگے سے گزر کر آجاؤں گا۔ تو فکر نہ کر۔"

ہمایوں نے اسے تسلی دی تھی اور چند لمحوں بعد وہ کچن کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ پہلی نگاہ برتن دھوتی پروین پر پڑی تھی۔ عادل کی باتوں سے کسی تیز طرار سی ملازمہ کا تصور ذہن میں ابھرا تھا لیکن وہ تو بہت نازک اندام سی لڑکی تھی۔ کہیں سے بھی شادی شدہ نہ لگ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر عجیب سی ملاحت اور دلکشی تھی لیکن یہ وقت پروین پر غور و فکر کا نہ تھا۔ ہانڈی بھونتی درشہوار کہیں زیادہ توجہ کی متقاضی تھی ہمایوں اسے دیکھتا ہوا دبے پاؤں وہاں سے گزر گیا تھا۔

حیرت انگیز طور پر دونوں میں سے کسی کی نگاہ ہمایوں پر نہ پڑی تھی لیکن درشہوار کی ایک جھلک دیکھ کر ہمایوں کے اندر سناٹا سا اتر گیا تھا۔ وہ چہرے پر زبردستی کی

بشاشت اور مسکراہٹ سجاتا ہوا عادل کے پاس واپس آیا تھا۔

"ہاں جناب! ہو گیا دیدار یار۔" عادل نے شوخی سے چھیڑا۔

"ایک جھلک دیکھی ہے بمشکل۔"

"اچھا بیٹھ۔ میں تو تجھے ویسے ہی تنگ کر رہا تھا۔ میں درشہوار کو بلاتا ہوں۔ تھوڑی دیر گپ شپ لگالو۔"

اس کے چہرے پر پھیلے مایوسی کے سائے عادل کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ پائے تھے وہ اس مایوسی کو ملاقات کی تشنگی پر محمول کر رہا تھا سو اسے مزید ستانے کا ارادہ ملتوی کرتے ہوئے اس نے اسے درشہوار سے ملوانا چاہا تھا لیکن اس بار ہمایوں نے معذرت کرلی۔

"میں بھول گیا تھا یار! ایک پیشنٹ کو ٹائم دے رکھا ہے۔ دیر ہو رہی ہے چلتا ہوں۔"

عادل ارے، رے ہی کرتا رہ گیا تھا مگر ہمایوں نہ رکا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر عادل مزید کوئی قیافے لگائے۔ وہ ہرگز اچھا ایکٹر نہ تھا اگر عادل کے پاس چند منٹ کے لیے بھی بیٹھ جاتا تو وہ اس کے تاثرات دیکھ کر بھانپ سکتا تھا کہ ہمایوں اخلاق درشہوار کو دیکھ کر کچھ اپ سیٹ ہو گیا ہے۔

ہمایوں خود اپنی ذہنی کیفیت کو سمجھ نہ پا رہا تھا۔ ظاہری حسن کبھی بھی اس کی ترجیح میں شامل نہ تھا پھر کیوں سانولی رنگت اور عام سے نین نقش والی درشہوار کو دیکھ کر اسے دھچکا لگا تھا۔ کیا وہ آج تک خود کو فریب دیتا آیا تھا کہ ظاہری خوبصورتی سے زیادہ اسے باطنی خوبصورتی سے سروکار ہے یا پھر ماہین کی زبانی درشہوار کی خوبصورتی سے متعلق سن کر اس نے اپنے ذہن میں ایک خاکہ بنالیا تھا اور جب درشہوار اس خاکے پر پوری نہ اتری تو اسے شاک لگا۔

وہ الجھتے ہوئے خود سے ان سوالوں کے جواب چاہ رہا تھا مگر کبھی کبھار انسان اپنے آپ کو سمجھنے سے بھی قاصر ہو جاتا ہے یہ ہی حال اس وقت ہمایوں اخلاق کا ہو رہا تھا۔ ہاں اسے ماہین پر بھی غصہ آرہا تھا اس نے غلط بیانی سے کام کیوں لیا۔ کتنے تفاخر بھرے انداز میں اس نے کہا تھا۔ میری بہن ظاہر اور باطن دونوں کی خوبصورتی رکھتی ہے۔

ایک ماں کے بارے میں تو سن رکھا تھا کہ اسے اپنی اولاد دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت لگتی ہے لیکن ایک کزن اپنی ماموں زاد بہن کی محبت میں اتنی غلط بیانی سے کام لے گی۔ یہ ہمایوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ ہمایوں الجھی الجھی کیفیت میں گھر لوٹ آیا۔ شکر ہے ممی گھر پر نہ تھیں یقیناً کسی نہ کسی بیٹی کو ساتھ لے کر شاپنگ پر ہی نکلی ہوئی تھیں۔ ہمایوں شکر کا کلمہ پڑھتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ رات کو ممی نے ڈنر کے لیے اسے بلانا چاہا تب بھی اس نے تھکن اور سردرد کا بہانہ کر کے ڈائننگ روم میں جانے سے معذرت کرلی۔

وہ اس وقت صرف تنہائی چاہتا تھا۔ ممی نے کھانا کمرے میں بھجوا دیا مگر ٹرے جوں کی توں رکھی رہی۔ وہ رات ہمایوں اخلاق کے محاسبے کی رات تھی۔ وہ خود اپنی ذات کا محاسبہ کر رہا تھا۔ آخر اسے یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس کے دل کے نہاں گوشوں میں ایسی شریک حیات کا تصور بسا تھا جو باطنی خوبصورتی سے تو مالا مال ہو مگر جو ظاہری طور پر بھی پرکشش لگتی ہو۔

خود سے یہ اعتراف کرتے ہوئے اسے اپنا آپ بہت چھوٹا لگا لیکن سچ یہی تھا کہ درشہوار اس کے من کو نہیں بھائی تھی۔ مگر اس سچ سے بڑا سچ یہ تھا کہ ہمایوں نے یہ اعتراف نما حقیقت سینے میں ہمیشہ کے لیے دفن کرلی تھی۔ اس نے اپنی ناپسندیدگی درشہوار سمیت دنیا کے کسی بھی فرد کے سامنے ظاہر نہیں کرنا تھی۔

اپنی جس اچھی فطرت پر وہ آج تک انجانے میں فخر کرتا رہا تھا، اب اس کا عملی ثبوت دینے کا وقت تھا۔ اس کا نصیب اب جس لڑکی سے جڑنے جا رہا تھا۔ وہ بھلے سے ظاہری طور پر بہت خوبصورت نہ سہی مگر اس کا من بہت اجلا تھا اور ہمایوں اخلاق نے اس اجلے من والی لڑکی کو پورے عزت و احترام سے اپنی زندگی کا حصہ بنانا تھا۔

رات آہستہ آہستہ بیتتی جا رہی تھی اور ہمایوں

اخلاق کے دل کو بھی آہستہ آہستہ قرار آتا جا رہا تھا۔
صبح جب وہ اسپتال جانے کے لیے تیار ہو کر ناشتے کی میز پر پہنچا تو کوئی اس کا چہرہ دیکھ کر اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ اس کی رات کسی ذہنی کشمکش میں گزری ہے۔ اب وہ بالکل بشاش موڈ میں تھا' اپنی تقدیر پر صابر شاکر۔ دل کے کسی اندرونی گوشے میں بے اطمینانی کی لہر سر اٹھاتی تھی مگر دل کے اتنے اندر کون جھانک کر دیکھتا۔ اتنی فرصت تو اس کے خود کے پاس نہ تھی' وہ اپنے لیے تقدیر کا کیا گیا فیصلہ قبول کر چکا تھا یہ ہی اس کے نزدیک عقل مندی کا تقاضا تھا۔

digest library.com

در شہوار اس وقت اپنی بیسٹ فرینڈ ایمان کے ہمراہ ڈھیروں شاپنگ بیگز اٹھائے سڑک کے کنارے کسی ٹیکسی کے انتظار میں کھڑی تھی۔
"تمہارا ڈرائیور اتنا بھی بیمار نہیں تھا شہوار! تم بھی کبھی ضرورت سے زیادہ مروت اور ہمدردی کا مظاہرہ کرتی ہو۔" ایمان نے اسے گھر کا تھا۔
"نہیں یار! بے چارے کو واقعی تیز بخار تھا اور وہ تو ساتھ آنا چاہ رہا تھا میں نے ہی منع کیا اسے۔"
شہوار نے اپنے ڈرائیور کی سائیڈ لی اور سچ بھی یہی تھا۔ وہ جتنا اپنے ملازمین کا خیال رکھتی تھی جواباً" وہ بھی زیادہ تابعداری کا مظاہرہ کرتے تھے لیکن آج غلام رسول کی طبیعت واقعی ناساز تھی۔ شہوار نے ایمان کے ساتھ کچھ ضروری شاپنگ کرنی تھی ورنہ شاپنگ کا بیشتر کام ممی پہلے ہی نمٹا چکی تھیں' اسے دوسری لڑکیوں کی طرح شاپنگ کا شوق نہ تھا لیکن جوتے کاسمیٹکس اور چند دوسری چیزوں کی خریداری کا کام ممی نے اس پر ہی چھوڑ رکھا تھا۔
وہ خود کو شاپنگ میں اناڑی تصور کرتی تھی۔ سو اسی لیے ایمان کو ساتھ لے لیا تھا۔ ایمان نے واقعی بہت دل جمعی سے اس کی شاپنگ مکمل کروائی تھی بلکہ آخر میں شہوار ہی اس کا ہاتھ کھینچ کر شاپنگ ہال سے باہر لائی تھی۔ دونوں بری طرح تھک چکی تھیں اور اب کسی ٹیکسی کو ہاتھ دینے کا سوچ ہی رہی تھیں کہ اتنے میں سگنل پر رکی ایک گاڑی نے شہوار کی توجہ اپنی طرف کھینچ لی۔ اس گاڑی کو تو وہ سینکڑوں گاڑیوں میں بھی باآسانی شناخت کر سکتی تھی۔
ہفتہ پہلے الوینہ آپی اس کے جوتے کا ناپ لینے آئی تھیں۔ بمشکل پانچ منٹ بیٹھ کر انہوں نے واپسی کا قصد کیا تھا۔ ممی گھر پر نہ تھیں شہوار نے انہیں رسمی طور پر تو روکا تھا مگر سچی بات تو یہ تھی کہ اسے سسرالی رشتہ داروں سے عجیب سی شرم اور گھبراہٹ محسوس ہوتی تھی سو جب انہوں نے پیار سے اس کا گال تھپتھپا کر کہا۔
"جلدی ہے چندا! پھر آؤں گی۔" تو شہوار نے مزید اصرار نہ کیا۔ وہ انہیں چھوڑنے پورچ تک آئی تھی اور تب الوینہ آپی کی گاڑی کی نمبر پلیٹ دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
"میرے موبائل نمبر کے آخری تین ڈیجیٹ آپ کی گاڑی کا نمبر ہیں کیسا اتفاق ہے نا؟" وہ ان سے کہے بنا نہ رہ پائی۔ الوینہ آپی بے ساختہ ہنس پڑی تھیں۔
"تمہارا فون نمبر جس کی گاڑی کے نمبر سے میچ کر رہا ہے وہ وہی ہے جس سے تمہاری قسمت کے ستارے ملنے جا رہے ہیں۔ جانو یہ میری نہیں ہمایوں کی گاڑی ہے۔" انہوں نے اسے محبت سے مسکرا کر دیکھا تھا' بلاشبہ یہ کوئی شرمانے والی بات نہیں تھی لیکن در شہوار بری طرح سرخ ہو گئی تھی۔
"دراصل میری گاڑی سروس کے لیے گئی ہوئی ہے' اسی لیے ذرا دیر کو ہمایوں کی گاڑی مانگ کر لائی ہوں۔ اسے کلینک سے دیر ہو رہی تھی لیکن میں نے کہا میرا کام بھی کم ضروری نہیں لیکن اس نے تاکید کر کے بھیجا ہے کہ زیادہ دیر مت لگایئے گا دراصل میرے بھائی کی بہت سی اچھی عادتوں میں سے ایک عادت پابندی وقت کی بھی ہے۔"
الوینہ آپی نے بتایا تھا۔ شہوار کیا کہتی' سر جھکا کر انہیں چپ چاپ سنے گئی اور الوینہ آپی اس کے گالوں پر الوداعی بوسہ دے کر زن سے گاڑی بھگا کر لے گئی

تھیں اور اب وہ ہی گاڑی اس کی نگاہوں کے سامنے موجود تھی۔

"ہمایوں کی گاڑی۔" اس کے لبوں سے سرگوشی سی برآمد ہوئی مگر پاس کھڑی ایمان کی سماعت قابل رشک حد تک حیران کن تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو' یہ ہمایوں بھائی کی گاڑی ہے۔" اس نے درشہوار کی نگاہوں کا تعاقب کرتے ہوئے پوچھا تھا' مگر درشہوار نے اس کا سوال سنا ہی نہیں وہ تو پتھرائی ہوئی نگاہوں سے گاڑی کے مالک کو دیکھ رہی تھی جو پچھلی نشست پر بڑے آرام سے نیم دراز تھا۔ اس کی گود میں دھرا اوور آل اور اسٹیتھسکوپ اتنے فاصلے سے بھی باآسانی نظر آرہا تھا۔ کان سے موبائل لگائے وہ خوش گوار انداز میں کسی سے باتوں میں مشغول تھا۔

"یہ ہیں ڈاکٹر ہمایوں۔" ایمان چیخی تھی۔ "شہوار کی بچی! اتم شادی بھی کسی سوشل ورک کے تحت کررہی ہو کیا؟" ایمان کا بس نہ چل رہا تھا کہ شہوار کو کچا چبالے۔

"اس گنجے موٹے اور ٹھگنے ڈاکٹر سے شادی سے بہتر تھا کہ تم ساری عمر کنواری رہ لیتیں۔" ایمان اس پر چڑھ دوڑی تھی۔ شہوار کے پاس بولنے کے لیے ایک لفظ نہ تھا۔

"اس دیو سے لاکھ درجے اچھا تو اس کا ڈرائیور ہے' کتنا ہینڈسم اور اسمارٹ ہے۔" ایمان نے توجہ دلوائی تو اس نے سرسری نگاہ ڈرائیونگ پر بیٹھے ڈرائیور پر ڈالی تھی۔ سادہ سے قمیص شلوار میں ملبوس خاصے رف حلیے میں بھی وہ ڈرائیور واقعی دیکھنے کی چیز تھا' لیکن شہوار کو اس ڈیشنگ اور اسمارٹ سے ڈرائیور سے کیا لینا دینا تھا۔ اس کی نگاہیں تو ڈاکٹر صاحب کے چہرے کا طواف کررہی تھیں کب سگنل کھلا اسے خبر نہ ہوئی۔ گاڑی آگے بڑھ گئی تھی۔ ایمان اپنے قریب رکنے والی ٹیکسی کو گھر کا ایڈریس بتا کر بیٹھی تو وہ بھی میکانکی انداز میں اس کے برابر والی نشست سنبھال کر بیٹھ گئی' ذہن بالکل خالی ہو رہا تھا۔

"میں گھر جاکر آنٹی سے بات کروں گی' کیا کمی تھی تمہیں رشتوں کی۔ تمہارے لیے یہ پکی عمر کا ڈاکٹر ہی رہ گیا تھا۔" ایمان اب بھی مسلسل بول رہی تھی۔

"پلیز ایمان! امی کو کچھ نہ کہنا۔" اس نے فوراً اسے ٹوکا تھا۔

"کیوں نہ کہوں' اکلوتی بیٹی کو کوئی یوں بوجھ کی طرح اتار پھینکتا ہے۔" وہ درشہوار سے واقعی بہت محبت کرتی تھی' جب ہی مسلسل کڑھ رہی تھی۔

"یہ رشتہ سو فیصد میری پسند اور رضامندی سے طے پایا ہے ایمان! اور اب جب شادی میں اتنے کم دن رہ گئے ہیں' میں گھر میں کوئی ٹینشن پھیلتی نہیں دیکھ سکتی۔" اس نے اسے قطعیت سے باور کروایا تھا۔

"تم نے اس نمونے کو دیکھا تھا پہلے جو دعوا کررہی ہو کہ یہ رشتہ تمہاری پسند اور رضامندی سے طے پایا ہے۔" ایمان جرح کے موڈ میں تھی۔

"مجھے کسی کی ظاہری شخصیت سے کوئی سروکار نہیں۔ مجھے کردار کی خوب صورتی اپیل کرتی ہے۔"

جب وہ بولی تو اس کے لہجے کا کھوکھلا پن خود اس پر بھی ظاہر ہوگیا تھا۔ ایمان کچھ نہ بولی بس بڑبڑاتے ہوئے رخ پھیر کر کھڑکی سے باہر تکنے لگی اور شکر ہے اس نے شہوار کا کہا مان لیا تھا۔ گھر جاکر اس کی ممی سے کوئی الٹی سیدھی بات نہ کی شاید وہ بھی صورت حال کی نزاکت سمجھ گئی تھی۔

دس' بارہ دن بعد شہوار کی شادی تھی۔ ایسے میں اس کی ممی کو ان کے غلط فیصلے کا احساس دلانا نری حماقت تھی' بس وہ دل ہی دل میں دعا کررہی تھی کہ شہوار کی اس موٹے ڈاکٹر سے اتنی اچھی ذہنی ہم آہنگی ہوجائے کہ اسے اپنے فیصلے پر کوئی ملال یا پچھتاوا نہ ہو' شہوار کی اپنی دلی کیفیات بھی کچھ اسی قسم کی تھیں۔ وہ کوشش کررہی تھی کہ ڈاکٹر ہمایوں کی ظاہری شخصیت کے بے ڈھنگے پن کو ذہن سے جھٹک کر صرف ان کی خوبیوں کے متعلق سوچے' مگر دل اس معاملے میں تعاون کرنے سے انکاری تھا۔ اسے کچھ مہینوں پہلے ممی سے ہونے والی اپنی جھڑپ یاد آئی۔ ممی اسے اپنی

دوست کے بھانجے کے پروپوزل پر راضی کرنا چاہ رہی تھیں، جبکہ وہ اس رشتے سے مکمل انکاری تھی۔

"کیا کمی ہے شہروز میں؟ فارن کوالیفائیڈ ہے۔ خوب صورت ہے۔ صاحب جائیداد ہے۔ لڑکیاں خواب دیکھتی ہیں ایسے رشتوں کا۔" انہوں نے اسے ہر ممکن طریقے سے قائل کرنا چاہا تھا۔

"فار گاڈ سیک ممی! شہروز کا نام دوبارہ مت لیجیے گا میرے سامنے، جیسے آپ اس کی شہرت سے واقف نہیں، ہر چوتھے دن وہ ایک نئی لڑکی سے افیئر چلا رہا ہوتا ہے۔ اتنے دل پھینک شخص کو آپ میرے لیے منتخب کررہی ہیں۔"

"شادی سے پہلے لڑکے ایسی حماقتیں کرتے رہتے ہیں۔ شادی کے بعد خود بخود میچورٹی آجاتی ہے اور شہروز کی پرسنالٹی ہے ہی اتنی پرکشش کہ لڑکیاں خود بخود اس کے گلے کا ہار بن جاتی ہیں۔"

"ممی پلیز! مجھے ایسی پرکشش شخصیت والا مرد نہیں چاہیے، بھلے سے آپ میری شادی کسی کالے، ٹھگنے اور گنجے شخص سے کروادیں مگر میرے لیے ایسا شخص ڈھونڈیں جو صاحب کردار ہو، میری اور کوئی ڈیمانڈ نہیں۔"

حیات چاہیے تھا۔" وہ خود سے مخاطب تھی۔ خود احتسابی کا یہ عمل بہت تکلیف دہ تھا۔

اپنی شخصیت کی یہ کمزوری اسے عجیب سے احساس جرم میں مبتلا کررہی تھی۔ ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب کا تصور ذہن کے پردے پر لہراتا تو دل میں دبے سارے ارمان مرنے لگتے۔ دل باغی ہوکر انکار کی راہ سمجھاتا مگر آخر دل پر دماغ نے غلبہ پالیا تھا۔ اس نے آج تک زندگی میں دانستہ طور پر اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی تھی۔ تو اب وہ کیسے کچھ غلط کرنے کا سوچ سکتی تھی۔ وہ بندہ جیسا بھی تھا، ایک نہایت ہمدرد فطرت رکھنے والا ملنسار شخص تھا۔

ماہین آپی کی باتوں سے ہمایوں کا یہ ہی خاکہ ذہن میں ابھرتا تھا۔ وہ پوری ایمان داری سے اس نیک طینت مرد کی زندگی میں شامل ہوگی اور اس کے ساتھ زندگی کے ہر موڑ پر وفاداری نبھائے گی۔ یہ در شہوار کا خود سے عہد تھا۔ اس نے پورے دل سے خدا سے اپنی استقامت کی دعا مانگی اور فضول سوچوں کو ذہن سے جھٹک کر سونے کی کوشش کرنے لگی۔

digest library.com ❤❤

اس نے کتنی قطعیت سے ممی کو انکار کیا تھا اور آج اتنے مہینوں بعد اسے لگا اس کے کہے گئے لفظ ہی اسے منہ چڑا رہے ہیں۔ بعض اوقات انسان دوسروں کے اندر تک جھانک لینے کا دعوا کرتا ہے، مگر زندگی میں کوئی نہ کوئی موڑ ایسا ضرور آتا ہے جب انسان پر اپنی ہی شخصیت کا کوئی نیا پہلو منکشف ہوتا ہے۔ اپنے بارے میں اس کے سارے اندازے اور گمان غلط ثابت ہوجاتے ہیں۔

"تو در شہوار حسن! یہ تھی تمہاری حقیقت تم اپنے آپ کو دوسری لڑکیوں سے منفرد گردانتی تھیں، مگر تمہاری سوچ بھی بالکل عام لڑکیوں والی نکلی، تم میں اور ان میں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ صرف ظاہری شخصیت کی چکاچوند سے متاثر ہوتی ہیں اور تمہیں باطنی خوب صورتی رکھنے والا اچھی پرسنالٹی کا شریک

میرج ہال میں رنگ و بو کا سیلاب امڈا ہوا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اخلاق فیملی بارات سمیت پہنچی تھی۔ ان کی آمد کے فوراً" بعد نکاح کی کارروائی عمل میں آئی تھی۔ نکاح نامے پر سائن کرتے ہوئے شہوار کا دل ایک لمحے کو ڈوبا تھا مگر پھر اس نے میکانکی انداز میں مطلوبہ جگہوں پر دستخط کردیے۔ اس کی ساس، نندیں اس پرواری صدقے جارہی تھیں۔

"تم بھی تو سسرال والے بہت پیار کا مظاہرہ کررہے ہیں، اللہ جانے بعد میں کیسے نکلتے ہیں۔" اس کی ایک ننھیالی کزن نے تبصرہ کیا تھا۔

"نہیں بھئی، اس بات کی گارنٹی میں دیتی ہوں، یہ لوگ ہمیشہ ہی شہوار کو اتنا ہی پیار دیں گے۔ ہمایوں کی پوری فیملی ہی بہت ملنسار اور ہنس مکھ ہے، پھر ہمایوں گھر کا اکلوتا بیٹا ہے۔ اس کی شادی تو ان کے دل کا

برسوں پرانا ارمان ہے۔ پلکوں پر بٹھائیں گے ہماری شہوار کو۔" یہ ماہین تھی جو شہوار کی خالہ زاد بہن کی تسلی کروا رہی تھی۔

"ان کی گارنٹی پر اعتبار مت کرنا شہوار! ڈاکٹر صاحب کے متعلق بھی ہر طرح کی گارنٹی دینے والی تمہاری یہ ماہین آپی ہی تھیں بعد میں کیا ہوا کھودا پہاڑ نکلا چوہا' بلکہ چوہا نہیں ہاتھی' بلکہ ہاتھی بھی نہیں گینڈا۔" دانت کچکچاتے ایمان در شہوار کے کان میں گھس کر بولی تھی۔ وہ اس کی سب سے بہترین دوست تھی' مگر ہمایوں کو دیکھ کر اسے اتنا غصہ چڑھا تھا کہ آج اس نے شہوار کی دوسری کزنز کے ساتھ بارات کا استقبال تک کرنے کی زحمت نہ کی تھی۔ وہ برائیڈل روم میں در شہوار کے ساتھ ہی بیٹھی رہی' پھر فوٹو سیشن کے لیے در شہوار کو اسٹیج پر لایا گیا' پھر تو اسٹیج پر اس کے سسرالی رشتہ داروں کا ہی قبضہ ہو گیا۔ ایمان جلتی کڑھتی اسٹیج کے پاس ہی کرسی سنبھال کر بیٹھ گئی۔

"بہت وقت ہو رہا ہے' اب دولہا کو بھی سلامی کے لیے بلالیں۔" شہوار کی خالہ نے اس کی ممی کو مخاطب کیا۔ وہ بے چاری ٹشو سے اپنی آنکھوں کے گوشے رگڑے جا رہی تھیں۔ ایمان کو ان پر ترس آیا۔ شاید انہیں اب اپنے غلط فیصلے کا احساس ہو رہا تھا۔ اس نے ان کے پاس جا کر ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"بس آنٹی! پریشان مت ہوں' وہ کیا کہتے ہیں کہ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت۔"

اس نے انہیں تسلی دی تھی' شہوار کی ممی نے حیران ہو کر اسے دیکھا شاید اس کے منہ سے اتنا مشکل محاورہ سن کر انہیں حیرت ہوئی تھی۔ کے جی ون سے لے کر انٹرمیڈیٹ تک ایمان ہمیشہ اردو کے مضمون میں رعایتی نمبروں سے پاس ہوتی تھی۔ ان کی حیرانی پر ایمان کھسیا کر پیچھے ہٹی تھی۔ تب ہی شہوار کے پاپا انفرا تفری کے عالم میں آتے دکھائی دیے۔

"بس اب آپ فوراً رخصتی کی رسم ادا کریں۔" انہوں نے شہوار کی ممی کو مخاطب کیا۔

"ابھی دولہا تو سلامی کے لیے آیا نہیں۔" پاس کھڑی شہوار کی خالہ نے تعجب سے بہنوئی کو دیکھا۔

"بھئی' حالات خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ تھوڑی دیر پہلے اس علاقے میں دو مخالف پارٹیوں کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ ہوا ہے۔ دو بندے شدید زخمی حالت میں اسپتال پہنچائے گئے ہیں' اگر خدانخواستہ وہاں سے کوئی بری خبر آتی ہے تو پورے علاقے میں ایک دم ہنگامے پھوٹ پڑیں گے' بس اس لیے جتنی جلد ہو سکے شہوار کو رخصت کردیں۔" انہوں نے حالات کی سنگینی واضح کی تھی۔

"ٹھیک ہے بھائی جان! لیکن پانچ منٹ کو ہی سہی ہمایوں کو شہوار کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھنا چاہیے۔ تھوڑی سی مووی اور دو' چار تصویریں تو ہو جائیں۔" شہوار کی خالہ اپنی بات پر مصر تھیں۔

"میں نے کہا نا نجمہ! حالات خراب ہو سکتے ہیں ہم بات سمجھنے کی کوشش کرو۔" شہوار کے پاپا جھلا گئے تھے۔

"لیکن بھائی! لوگ کیا کہیں گے کہ دولہا کی سلامی کے بغیر۔"

"افوہ نجمہ! گولی مارو دولہا کو۔" شہوار کے پاپا کا ضبط جواب دے گیا۔

"انکل کا مطلب ہے گولی مارو سلامی کو۔" نجمہ آنٹی کی ہکا بکا شکل دیکھ کر پاس کھڑی ایمان نے ان کی بات کی تصحیح کی تھی۔ شہوار کے پاپا نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی۔ وہ کچھ غیر حاضر دماغ لگ رہے تھے۔ شاید حالات کی متوقع سنگینی نے انہیں پریشان کر دیا تھا۔ اتنے میں عادل بھی وہیں آگیا تھا۔ اس نے بھی شہوار کے پاپا والی بات دہرائی۔

"حالات خراب ہو سکتے ہیں' جلد از جلد رخصتی کی رسم نپٹائیں۔"

اور پھر تو صحیح معنوں میں افراتفری مچی تھی۔ مہمانوں کی اکثریت نے بھی حالات کے پیش نظر میزبانوں سے رسمی اجازت لینا ضروری نہ سمجھی۔ سب کو جلد از جلد گھر جانے کی پڑ گئی تھی۔ اکثر تو دولہن کی رخصتی سے پہلے ہی رخصت ہو گئے تھے۔ روتی دھوتی

شہوار کو بھی بڑی سی چادر پہنا کر فرنٹ گاڑی میں بٹھایا گیا۔ ایمان کو اپنی سہیلی سے ملنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی، نمناک آنکھوں کے ساتھ وہ گاڑی میں بیٹھی شہوار کو آخری بار دیکھنے گئی۔ قریبی رشتہ دار وہاں جمگھٹا بنائے کھڑے تھے۔

ایمان نے شہوار کی چھوٹے قد والی خالہ کے اوپر سے اچک کر سجی سجائی گاڑی میں بیٹھی اپنی سہیلی پر الوداعی نگاہ ڈالی تھی۔ شہوار کا چہرہ تو چادر میں چھپ چکا تھا، لیکن اس کا ہچکیوں سے لرزتا وجود اس کے بری طرح رونے کا پتا دیتا تھا۔ ایمان کے آنسو بھی اس کے گال بھگونے لگے۔ اتنے میں اس کی نگاہ شہوار کی ممی پر پڑی تھی۔ لیکن شہوار کی ممی کو بازوؤں کے گھیرے میں لے کر تسلی دلاسا دینے والا کون تھا۔ ایمان نے حقیقتاً "اپنی آنکھیں ملی تھیں۔ اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ وہ شہوار کے پاس جانا چاہتی تھی، لیکن جانے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔

اور پھر وہ وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔ شہوار کی چھوٹی نند اور ماہین اس کے ساتھ پچھلی نشستوں پر جا بیٹھے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرنٹ سیٹ سنبھال لی تھی اور چند لمحوں بعد دولہا کی گاڑی کے پیچھے بارات میں شامل دوسرے افراد کی گاڑیاں بھی روانہ ہو گئیں۔ ایمان اپنی جگہ ساکت کھڑی تھی۔ تب پیچھے سے آکر اس کی امی نے اس کا کندھا ہلایا تھا۔

"کیا کھڑے کھڑے سو گئی ہو۔ کب سے آوازیں دے رہی ہوں تمہیں۔ تمہارے پاپا غصہ کر رہے ہیں۔ فوراً "گاڑی میں بیٹھو۔" انہوں نے اسے گھر کا تھا۔ وہ سر ہلاتے ہوئے مرے مرے سے انداز میں امی کے ساتھ چل پڑی تھی۔

digest library.com

☆ ☆ ☆

رسموں کا سلسلہ جانے کب ختم ہونا تھا۔ شہوار کی گردن جھکے جھکے اکڑ گئی تھی۔ اس وقت زندگی کی سب سے بڑی خواہش جھکی گردن کو اٹھانا تھی، حالانکہ سب اس وقت اس سے مطالبہ بھی یہ ہی کر رہے تھے۔

"پلیز بھابھی! ذرا سی گردن اوپر کریں۔ آپ کا چہرہ تو تصویروں میں آ ہی نہیں رہا۔" یہ اس کی چھوٹی نند نشا تھی۔

"ہاں شہوار پلیز۔ تھوڑا سا چہرہ اوپر کر لو۔ ابھی تک تمہاری ڈھنگ کی تصویریں بن ہی نہیں پائی ہیں۔ بلکہ ہمایوں کہاں غائب ہو گیا۔ اسے بلا کر شہوار کے ساتھ بٹھاؤ۔ نکاح کے بعد دلہن کے ساتھ فوٹو شوٹ سے موصوف نے خود منع کر دیا تھا۔ اسٹیج پر دونوں کو ساتھ بیٹھنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ رخصتی کا غلغلہ اٹھ گیا۔ ارے اب ہی دونوں کو اکٹھے بٹھا کر کچھ تصویریں اتار لو۔" یہ الوینہ آپی تھیں، اس کی سب سے بڑی نند جو اب "گمشدہ" بھائی کو با آواز بلند پکار رہی تھیں۔

"اور کیا۔ کہاں ہیں بھائی۔ ابھی تو آرسی مصحف کی رسم بھی باقی ہے۔" دوسرے نمبر والی مائدہ نے یاد دلایا تھا۔

"اف توبہ ایک اور رسم۔" در شہوار کسمسائی تھی، لیکن چند منٹوں بعد ہی اس کی ساس، بیٹے کو ساتھ لے آئی تھیں۔

"ایسی بھی کیا تھکاوٹ۔ میرے بیڈ روم میں پاؤں پسارے لیٹا تھا۔ ارے تھک تو میری بچی رہی ہے۔ فٹافٹ رسمیں ختم کرو اور اسے کمرے میں پہنچاؤ۔" انہوں نے ہمایوں کو اس کے برابر بٹھاتے ہوئے کہا تھا۔ اس کی گردن مزید جھک گئی تھی۔

"جاؤ نشا! جلدی سے آئینہ لے کر آؤ۔ بس آرسی مصحف کی رسم ہو جائے، پھر شہوار کو بیڈ روم میں لے جاتے ہیں۔" الوینہ آپی نے نشا کو مخاطب کیا۔

پھرتیلی سی نشا چند لمحوں بعد آئینہ لے کر آگئی تھی۔ ہنسی مذاق اور قہقہوں کے درمیان دونوں کو ایک دوسرے کا عکس دیکھنے کا کہا گیا۔

"اب کیا فائدہ۔ پہلے تو تصویر دکھائی نہیں۔" کوئی ہمایوں کے اندر سے بولا تھا۔ مگر اگلے ہی پل اس نے خود کو دل ہی دل میں ڈپٹتے ہوئے آئینے پر نگاہ ڈالی۔ اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ آئینے میں موجود دوسرا عکس بھی آنکھیں پھاڑے اسے تک رہا تھا۔ اگلے ہی پل

دونوں نے جھٹکے سے گردن اٹھائی اور ایک دوسرے کی سمت دیکھا۔

وہ بھول چکے تھے کہ سامنے انہیں انتہائی ذوق و شوق سے دیکھنے والے ناظرین کی بڑی تعداد موجود ہے۔ ہمایوں کو سنبھلنے میں چند سیکنڈ لگے تھے۔ وہ بہنوں اور کزنز کی ذومعنی چھیڑ چھاڑ کا مسکرا کر جواب دینے لگا تھا۔ مگر در شہوار اس اچانک لگنے والے شاک سے سنبھل نہ پائی۔ اس کا سر زور' زور سے گھومنے لگا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھامنا چاہا' مگر اگلے ہی پل اس کا سر لڑھک کر ہمایوں کے شانے سے جا ٹکا۔ اس کی ساس' نندیں گھبرا کر اس کی جانب لپکیں' مگر وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہو چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

شدید پیاس سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔ آنکھ کھلنے کے بعد اس نے خالی خالی نگاہوں سے گرد و پیش میں نگاہیں دوڑائیں' سامنے صوفے پر نیم دراز وجود پر نگاہیں پڑیں تو سوئے سوئے حواس یک دم بیدار ہو گئے۔ وہ اس وقت اپنے حجلہ عروسی میں موجود تھی اور کمرے میں موجود دوسری ہستی شاید نہیں بلکہ یقیناً "ہمایوں اخلاق کی تھی۔

وہ شخص جس کو ایمان اور وہ ہمایوں کا ڈرائیور سمجھی تھیں وہ بذات خود ڈاکٹر ہمایوں تھا۔ کس حماقت بھری غلط فہمی کا شکار ہوئی تھیں وہ دونوں اور چلو اس دن کی غلط فہمی کا تو پھر بھی کوئی جواز تھا' آج تو اسے اپنے حواس قابو میں رکھنے چاہیے تھے۔ شرمندگی سے اس کا برا حال ہو رہا تھا۔

پتا نہیں کس طرح اس کے سسرال والوں نے اسے بیڈ روم تک پہنچایا تھا اور بے چارے ڈاکٹر صاحب کب سے صوفے پر اس غیر آرام دہ پوزیشن میں بیٹھے تھے۔ شہوار نے اٹھ کر بیٹھنا چاہا تھا' مگر اس نے ابھی اپنے ارادے کو عملی جامہ بھی نہ پہنایا تھا کہ چوڑیوں کے کھنکنے کی آواز پر ہمایوں نے یک دم آنکھیں کھولی تھیں۔ وہ یقیناً "جاگ ہی رہا تھا۔ اسے اٹھتا دیکھ کر شہوار نے بے ساختہ اپنی آنکھیں میچ لیں۔

پتا نہیں یہ حیا تھی یا شرمندگی۔ وہ خود میں ہمایوں سے نگاہ ملانے کی ہمت نہ پا رہی تھی۔ ہمایوں اٹھ کر اس کے پاس آیا تھا۔ اس نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ شہوار کا دل اس کا لمس محسوس کرتے ہی بری طرح دھڑکا تھا۔ لیکن وہ بھول چکی تھی کہ اس کا میاں ایک ڈاکٹر ہے' پھر سوتی ہوئی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر وہ منہ دکھائی کے کنگن تو پہنانے سے رہا' وہ اس کی نبض چیک کر رہا تھا' پھر اس کا ماتھا چھو کر دیکھا تھا۔

شہوار کی پلکوں کی لرزش اس سے چھپ نہ پائی تھی۔ وہ جان گیا کہ وہ جاگ چکی ہے۔ مگر آنکھیں نہیں کھول رہی۔ اس معصوم سی حرکت پر ہمایوں کو بے ساختہ ہنسی آئی تھی۔ مگر ہنسی کا گلا گھونٹتے ہوئے اس نے مصنوعی تشویش زدہ لہجے میں خود کلامی کی۔

"دوسرا انجکشن بھی لگانا پڑے گا۔ طبیعت میں زیادہ بہتری محسوس نہیں ہو رہی۔"

"دوسرا انجکشن' گویا وہ شادی کی پہلی ہی رات اسے ایک انجکشن ٹھونک چکا ہے۔" شہوار نے پٹ سے آنکھیں کھول دی تھیں۔

"وہ آپ اٹھ گئیں۔ کیسا محسوس کر رہی ہیں اب؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ شہوار بنا جواب دیے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"ارے ارے لیٹی رہیں۔" ہمایوں نے اسے روکا' مگر وہ اٹھ بیٹھی۔ ہمایوں نے ہی ٹیک لگانے کے لیے اس کے پیچھے تکیے سیٹ کیے تھے۔

"اب کیسی طبیعت ہے؟" وہ دوستانہ انداز میں مخاطب تھا۔

"مجھے کیا ہوا تھا؟" اس نے الٹا سوال جڑ دیا۔

"یہ تو آپ کو ہی بہتر طور پر معلوم ہوگا۔ ویسے آپ کا بی پی لو تھا اور شاید شدید تھکاوٹ سے آپ کے اعصاب جواب دے گئے تھے' لیکن میں نے آپ کو سکون آور انجکشن لگا دیا تھا۔ اب آپ کی طبیعت خاصی بہتر معلوم ہو رہی ہے۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں۔" ہمایوں پوچھ رہا تھا۔ در شہوار نے دھیرے سے

اثبات میں گردن ہلا دی۔

"ممی وغیرہ آپ کے لیے بہت پریشان ہو رہی تھیں۔ میں نے ابھی ذرا دیر پہلے ہی ممی کو زبردستی کمرے میں بھیجا ہے۔" ہمایوں نے بتایا تو وہ ایک بار پھر بری طرح شرمندہ ہو گئی۔

"پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا۔ آنٹی وغیرہ میرے متعلق کیا سوچ رہی ہوں گے؟" یہ ہمایوں کے دوستانہ لہجے کا اعجاز تھا کہ اس نے دھیرے سے اپنی پریشانی اس سے شیئر کر ڈالی۔

"آپ بالکل ریلیکس رہیں شہوار! اس بات کی فکر نہ کریں کہ کسی نے آپ کے متعلق کیا سوچا ہے۔ اپنی ممی اور بہنوں کو میں جانتا ہوں' وہ صرف آپ کے متعلق پریشان ہو رہے تھے اور وجہ بھی انہیں معلوم ہے' آج جیسی افراتفری میں ہماری شادی انجام پائی' کسی کے بھی اعصاب شل ہو سکتے تھے اور آپ تو پھر اتنی نازک اندام لڑکی ہیں۔" ہمایوں نے نرم لہجے میں اسے تسلی دی تھی۔

digest library.com

"ویسے مجھے لگا کہ آپ مجھے دیکھ کر چونکی ہیں یا آئینے میں میرا عکس ڈراونا دکھائی دے رہا تھا۔" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد ہمایوں نے شرارت سے پوچھا۔

"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔" اس نے ڈھٹائی سے جھوٹ بول دیا۔

"لیکن میں آپ کو دیکھ کر ضرور چونک گیا تھا۔ آپ جانتی ہیں در شہوار! میں آپ کے متعلق اتنے دن کس غلط فہمی کا شکار رہا ہوں۔" ہمایوں اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا۔ در شہوار نے اپنے آپ میں سمٹتے ہوئے ایک بار پھر نفی میں گردن ہلا دی۔

"اچھا باتیں تو ہوتی رہیں گی' پہلے میں آپ کو رونمائی کا تحفہ تو دے دوں۔" ہمایوں کو اچانک خیال آگیا۔ اس نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر دھرا مخملی کیس اٹھایا تھا۔ لیکن جب اس نے اس میں سے جڑاؤ کنگن نکال لیے تو اندازہ ہوا کہ در شہوار کی نازک کلائیوں کے مقابلے میں کنگن بہت بڑے اور کھلے ہیں۔

"سوری شہوار! فی الحال تو یہ ہی پہن لیں' میں پہلی فرصت میں جیولر سے کہہ کر ان کا سائز چھوٹا کروا دوں گا یا پھر آپ خود میرے ساتھ چل کر اس کے بدلے اپنی پسند کا ڈیزائن لے لیجئے گا۔" ہمایوں نے کنگن اس کے ہاتھ میں پہناتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں ہیں تو یہ بہت خوب صورت۔ بس سائز تھوڑا سا بڑا ہے۔" شہوار نے دھیمے لہجے میں جواب دیا تھا۔

"تھوڑا سا نہیں کافی بڑا ہے۔" ہمایوں کو ہنسی آگئی تھی۔ "ویسے اس میں میرا کوئی قصور نہیں' میرے خیال میں تمہارا سائز یہی ہونا تھا۔" اس نے وضاحت کی۔

"میں آپ کے تصور میں اتنی موٹی آتی تھی۔" شرم بالائے طاق رکھتے ہوئے بے ساختہ پوچھ بیٹھی تھی۔

"تصور نہیں میں نے تمہیں حقیقت میں بھی دیکھا تھا۔" ہمایوں نے بتایا۔

"کب؟" شہوار نے حیرت سے پوچھا۔ ہمایوں اسے ہنستے ہوئے اپنی غلط فہمی کے متعلق بتانے لگا تھا۔ ساری بات سن کر شہوار کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھر گئی۔

"عادل نے مجھ سے کہا تھا شہوار ہانڈی بھون رہی ہوگی اور پروین برتن دھو رہی ہوگی' میں نے تو اس کے بیان کی روشنی میں ہی تمہیں پروین اور پروین کو شہوار سمجھا۔ تم خود بتاؤ اس میں میرا کیا قصور' پھر ان پروین صاحبہ نے اس روز تم سے تو قیمتی جوڑا ہی پہن رکھا تھا' تم تو بالکل سادہ سے حلیے میں تھیں اور جس طرح سر جھکائے دیگچی دھو رہی تھیں میری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو اسی غلط فہمی کا شکار ہوتا۔"

ہمایوں بولا تو در شہوار کو وہ دن پوری جزئیات کے ساتھ یاد آگیا تھا۔ وہ اس روز مالی بابا کے ساتھ مل کر اپنے من پسند مشغلے یعنی پودوں کی گوڈی میں مصروف تھی۔ واقعی اس روز اس نے بالکل رف سا جوڑا پہن رکھا تھا۔ اتنے میں ماہین کا فون آگیا۔ اتفاق سے پاپا بھی

کسی کام سے اسی سائیڈ جا رہے تھے۔ وہ بھی فوراً" ہاتھ جھاڑ کر ان کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئیں۔ بابا اسے ماہین کے گھر ڈراپ کر کے آگے نکل گئے۔ ماہین کافی مضمحل اور پژمردہ حالت میں بیٹھی سبزی بنا رہی تھی۔ ملازمہ سے وہ اوپر نیچے کے سارے کام کروا لیتی تھی۔ مگر عادل بھائی کو ملازمہ کے ہاتھ کا کھانا ناپسند نہ تھا۔ شہوار نے ماہین کو زبردستی اس کے بیڈ روم میں بھیجا۔

"اریج سو رہی ہے، آپ بھی تھوڑا آرام کر لیں۔ سالن میں بنا لیتی ہوں۔"

"تو میں نے تمہیں فون پر اپنی طبیعت کا اس لیے تھوڑی بتایا تھا، میں چاہ رہی تھی تم آجاؤ تو تھوڑی سی گپ شپ لگاؤں گی، طبیعت عجیب بوجھل بوجھل سی ہو رہی ہے۔"

"تو ٹھیک ہے نا۔ گپ شپ بھی لگائیں گے، پہلے آپ تھوڑا سا آرام کر لیں، میں اتنے میں کچن کا کام سمیٹ لوں۔"

اس نے ان کے نہ نہ کرنے کے باوجود انہیں اریج کے پاس لٹا دیا تھا۔ کوکنگ سے اسے خاصا شغف تھا، سو مطمئن انداز میں کچن کا رخ کیا تھا اور جب ہانڈی اختتامی مراحل میں تھی تو ملازمہ بھی آگئی تھی۔ سنک میں برتنوں کا ڈھیر اکٹھا ہو رہا تھا۔ پروین نے پہلے برتن دھونے کی ہی ٹھانی تھی۔ جب ہی شہوار کی نگاہ اس کی ہتھیلی پر پڑی، اس کی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر بڑا سا آبلہ پڑ رہا تھا۔

"یہ کیا ہوا تمہیں؟" شہوار نے اس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاتھ جل گیا تھا باجی۔" پروین نے لاپروائی سے جواب دیا۔

"اور تم اس جلے ہوئے ہاتھ کو پانی میں ڈال رہی ہو، پکا ہے زخم بگڑ سکتا ہے۔" شہوار نے اسے ڈانٹا۔

"پھر کیا کروں باجی، مجبوری ہے، کام تو کرنا پڑے گا۔"

پروین نے مظلومیت طاری کی، ماہین آپی کی یہ نئی ملازمہ اسے کچھ خاص پسند نہ تھی۔ اس میں عجیب سی تیزی طراری تھی، فیشن کا بھی ضرورت سے زیادہ ہی شوق تھا، اس وقت بھی وہ ماہین آپی کا ایک نسبتاً" پرانا سوٹ پہنے ہوئے تھی۔ سوٹ اچھا خاصا قیمتی تھا، مگر شاید ماہین آپی کو سائز فٹ ہو گیا تھا۔ جب ہی انہوں نے پروین کو دے دیا ہو گا، مگر پروین تو ماہین آپی سے بھی زیادہ فربہ تھی، پھر بھی اس کی ہمت تھی جو اس نے اپنے بدن پر یہ چست لباس چڑھا لیا تھا۔ لیکن یہ وقت پروین پر ناگواری کا اظہار کرنے کا نہ تھا۔ اسے اس وقت اس پر ترس آرہا تھا۔ بے چاری کا ہاتھ بری طرح جلا ہوا تھا، پھر بھی اسے برتن دھونے پڑ رہے تھے۔

چند لمحوں تک تو اس نے پروین کو برتن دھوتے دیکھا تھا، پھر اس سے رہا نہ گیا۔

"پروین! تم ہاتھ دھو کر یہاں آجاؤ۔ تم ہانڈی بھون لو، باقی برتن میں دھو لیتی ہوں۔"

پروین نے رسمی پس و پیش سے کام لیا، مگر پھر شہوار کی ہدایت مان لی۔ اپنی مالکن کی اس بے وقوف سی کزن سے وہ بخوبی واقف تھی۔ ماہین سو رہی تھی، سو اس کی کزن کی آفر کا فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا۔ وہ چولہے کے پاس آکر ہانڈی بھوننے لگی، شہوار برتن دھونے لگی "یقیناً" اسی وقت ہمایوں نے دونوں کو دیکھا ہو گا۔ شہوار کو یاد تھا، جب وہ فارغ ہو کر کچن سے نکلی تو عادل بھائی نے اسے بتایا تھا۔

"تمہارے ڈاکٹر صاحب آئے تھے لڑکی! لیکن ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ کوئی کام یاد آیا اور واپس مڑ گئے، ورنہ میں تمہاری ملاقات ہی کروا دیتا۔" ہنس مکھ عادل بھائی ہمیشہ اس سے چھوٹی بہنوں کی طرح پیش آتے تھے۔ مگر آج ان کی بات سن کر اسے شرم آگئی تھی۔

"آپ کا خیال ہے میں ملاقات کر لیتی۔" اس نے خفگی سے پوچھا۔

"مذاق کر رہا تھا گڑیا۔"

عادل بھائی نے اس کے سر پر چپت لگائی تھی۔ بات آئی گئی ہو گئی، لیکن اسے کیا پتا تھا کہ اس دن اس کا

برتن دھونا اس کے ڈاکٹر صاحب کو کتنی بڑی غلط فہمی میں مبتلا کردے گا۔ اس نے شرمگیں مسکراہٹ سے ہمایوں کو اس دن کی روداد سنائی تھی، بلکہ نہ صرف اس دن کی بلکہ اس دن کی بھی جب وہ اور ایمان بھی اس کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہوگئے تھے۔ ذرا دیر پہلے عادل نے اس کے چونکنے کا سبب پوچھا تھا۔ تب وہ انکاری ہوگئی تھی۔ مگر اتنے اچھے شریک سفر کو دھوکا دینا بھی تو مناسب نہ تھا، سو اس نے بھی اپنی دلی کیفیات سمیت اسے وہ واقعہ سنا ڈالا تھا۔

"جتنا شاک مجھے آج آپ کو دیکھ کر لگا ہے اس سے کہیں زیادہ شاک اس دن لگا تھا، پھر پتا نہیں کیوں میں آج بے ہوش ہوئی۔"

وہ استفسار کررہی تھی اور ہمایوں کو اس کی معصومیت پر ڈھیروں پیار آگیا۔

"میری غلط فہمی تو سمجھ میں آتی ہے مسز! لیکن آپ کی غلط فہمی سمجھ سے باہر ہے۔ بلاشبہ وہ میری گاڑی تھی، لیکن ضروری تو نہیں تھا کہ اس وقت گاڑی کی پچھلی نشست پر میں ہی موجود ہوتا۔ کسی سے کنفرم کیے بغیر آپ نے مجھے ڈرائیور سمجھ لیا؟"

"دیکھیں، گاڑی آپ کی تھی اور پچھلی نشست پر جو صاحب بیٹھے تھے ان کی گود میں اسٹیتھسکوپ اور اوور آل بھی رکھا تھا اور پھر وہ جس طرح مالکانہ اسٹائل میں نیم دراز تھے، کوئی بھی دیکھ کر یہ ہی سمجھ سکتا تھا کہ وہ ہی گاڑی کے مالک ہیں۔" شہوار نے اپنی غلطی بلکہ غلط فہمی کو حق بجانب ثابت کیا تھا، ہمایوں کھل کر ہنس پڑا۔

"وہ ڈاکٹر بیگ تھے، میرے سینئر ہیں وہ۔ اس روز ان کی گاڑی خراب تھی، سو میں نے کہا میں آپ کو ڈراپ کردیتا ہوں اور اس دن میرا اسپتال کا آف تھا، صرف اپنے ایک مریض کا حال پوچھنے چلا گیا تھا۔ بس اسی لیے میرا حلیہ (casual) عام سا تھا، ورنہ شاید تم غلط فہمی کا شکار نہ ہوتیں۔" ہمایوں نے کہا۔ اس نے سرہلاتے ہوئے اس کی بات تسلیم کی۔

"ویسے میں تمہاری ہمت کی داد دیتا ہوں۔ تم نے ڈاکٹر بیگ کو ڈاکٹر ہمایوں سمجھا اور پھر بھی تم مجھ سے شادی پر راضی ہوگئیں۔" وہ ہنسا تھا۔

"زیادہ ہمت آپ کی ہے۔ آپ نے مجھے پروین سمجھا اور پھر بھی مجھ سے شادی پر راضی ہوگئے۔" وہ برجستہ بولی تھی۔ اس بار ہمایوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑا تھا۔

"ویسے ایک بات بتائیں، اگر میں قمیص شلوار پہنوں تو کیا ڈرائیور، ڈرائیور سا لگتا ہوں۔" وہ اب متبسم لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"نہیں۔ میں نے تو آپ کو غور سے دیکھا تک نہیں تھا، وہ تو میری دوست ایمان ہے نا، ایک دم بونگی ہے۔ مجھ سے پیار بہت کرتی ہے، لیکن۔۔۔" شہوار جلدی جلدی بول کر وضاحت دینے لگی، مگر پھر اس کی نگاہ ہمایوں پر پڑی تھی، اس کی بھوری آنکھیں شرارتی انداز میں مسکرا رہی تھیں۔ شہوار کو بے پناہ خفت نے آن گھیرا۔

"بونگی تو میں بھی بہت ہوں۔" کچھ خفگی سے بڑبڑاتے ہوئے اس نے تسلیم کیا۔

"مجھ سے پوچھیں، آپ کیا ہیں۔" ہمایوں نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"میری زندگی کا سب سے حسین مگر غیر متوقع تحفہ، کسی دعا کی قبولیت، کسی نیکی کا صلہ۔" وہ جذبوں سے چور لہجے میں اس سے مخاطب تھا۔

"آپ ڈاکٹر ہیں یا شاعر؟" شہوار نے نگاہیں جھکاتے ہوئے دھیمے سے لہجے میں پوچھا تھا۔

"آپ ڈاکٹر سمجھیں، شاعر یا ڈرائیور۔ آپ کی خاطر ہمیں سب کچھ بننا منظور ہے۔" اس نے اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھتے ہوئے مخاطب کیا۔

شہوار کے لبوں پر شرمگیں مسکان پھیل گئی۔ وہ خود کو ایک سمجھوتہ بھری زندگی گزارنے کے لیے ذہنی طور پر تیار کرکے آئی تھی، مگر اس گھر میں زندگی اپنی تمام تر رعنائیوں اور خوب صورتیوں سمیت اس کا استقبال کرنے کو موجود تھی۔

شہوار مطمئن تھی اور بے تحاشا خوش۔

☆

digest library.com❤❤